متعہ کی لغوی تحقیق اور شرعی حیثیت تاریخی تناظر میں

☆ پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد خان
☆☆ رفیع اللہ

ABSTRACT:

This article deals with the issue of temporary marriage or "Mut'a" as is euplicated and regulated by Islamic Shariah in the early days of Islam. Since those particular conditions did not prevail later, hence it became redundant.

However, the term "Mut'a" has been used in the Holy Qur'an in multiple ways. Our scholarly interest focuses this particular dimension. Moreover a minor segment of Muslims still practice "Mut'a". However, the Sunni Scholars and followers have stopped practised on it. Iran e.g. still follows this temporary mode of marriage (they may opt to do so). However, according to Sunni traditions, this practice has been abolished.

Hereby a scholarly investigation is done on "Mut'a", its terminology, its history, its background and the particular conditionalities..

اس لفظ کا مادۂ اشتقاق ''مَتَعَ'' یعنی ''م ت ع'' ہے۔ اس لفظ کو میم کے ضمہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ جس کا لغوی معنیٰ ہے۔ فائدہ اٹھانا۔ اس لئے ہر وہ چیز جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس کو متاع کہتے ہیں(۱)۔ اہل عرب اسی مادہ کو فائدہ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں۔ استمتع الرجلُ بولدہ (آدمی نے اپنے بیٹے سے فائدہ اٹھایا) اور جو شخص جوانی کے زمانہ میں فوت ہو جائے، تو کہا جاتا ہے۔ ''فلانٌ لَمْ یَتَمتع بشبابہ'' فلاں شخص نے جوانی سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا(۲)۔ چنانچہ اسی مادہ سے یہ چار قسم کے الفاظ آتے ہیں۔

المتاعُ، التَّمَتُّعُ، الاستمتاعُ، التمتیعُ(۳)۔

اور ان چاروں لفظوں میں ''فائدہ'' کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ دوسرا معنیٰ ''متعة'' کا آتا ہے، تھوڑا سا

☆ ڈائریکٹر، شیخ زاید مرکز اسلامی، جامعۂ پشاور۔
☆☆ لیکچرر، شیخ زاید اسلامک مرکز اسلامی، جامعۂ پشاور۔

سامان اور تھوڑا سا زادِ راہ جو کہ مسافر اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔عورت سے ایک معاہدہ کے تحت تھوڑے دنوں تک فائدہ اٹھانے کو بھی کہتے ہیں جو کہ متعین مدت گزرنے کے بعد وہ عقد اور معاہدہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔اس کو ''متعہ النکاح'' بھی کہتے ہیں اور عمرہ کے ساتھ حج کو ملایا جائے۔یعنی حج کے دنوں میں عمرہ کا احرام باندھا جائے اور اس کی دائیگی کے بعد اس احرام کو کھول کر دوسرا احرام باندھا جائے تاکہ حج بھی ادا کیا جائے۔اس کو حج تمتع کہا جاتا ہے اور یہ لفظ اس سامان کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔جو اس ''مطلقہ'' عورت کو دیا جاتا ہے۔جس کو طلاق قبل الدخول ہوئی اور عقد نکاح کے وقت مہر مقرر نہ ہوا۔اور اس کا تیسرا معنٰی آتا ہے۔طویل اور بلند ہونا، جیسا کہ کہا جاتا ہے۔''متع النّهار أي ارتفع وطال'' دن چڑھ گیا اور بہت لمبا ہو گیا۔اور ''المتاع'' سامان اور منفعت کو بھی کہتے ہیں اور اسی لفظ سے اس کا اسم "متعة" ہے۔اور اسی سے متعة النكاح ، متعة الطلاق اور "متعة الحج" بھی ہے (۴)۔ہر خوبصورت اور اچھی چیز کو ''ماتعٌ'' کہتے ہیں کہا جاتا ہے۔رجلُ ماتِعٌ أي شديد الحمرة، خوبصورت اور سرخ سفید آدمی کو کہتے ہیں (۵)۔

"متعة" کی اصطلاحی تعریف:

"متعة" کی اصطلاحی تعریف اس اضافت کے اختلاف کی وجہ سے مختلف کی گئی ہیں۔چنانچہ اصطلاح میں اس کی تین تعریفیں کی گئی ہیں۔اور درحقیقت یہ اس کی تین اقسام بھی ہیں۔جس کی طرف ''لغوی تحقیق'' میں مختصراً اشارہ کیا گیا ہے۔

(ألف) متعة العمرة (ب) متعة النكاح (ج) متعة الطّلاق

(أ) متعة العمرة أو الحج:

وهي أن يحرم من الميقات بالعمرة في أشهر الحج ويفرغ منها ثم ينشیء حجا من مكة أو من الميقات الذي أحرم" (۶)۔

متعة العمرة سے مراد یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں ''میقات'' سے عمرہ کا احرام باندھا جائے۔پھر مکہ یا میقات سے حج کا احرام باندھ کر حج کی ادائیگی کی جائے۔

(ب) متعة النكاح:

هي النكاح المؤقت بوقت معلوم أو مجهول سواء عقد بلفظ المتعة أو غيره۔

اس نکاح مؤقت کو کہتے ہیں جو وقت معلوم یا مجہول کے ساتھ ہو۔ چاہے عقد میں لفظ "متعة" استعمال ہوا ہو یا کوئی اور لفظ (۷)۔

اور وقت جب مکمل ہو جائے تو دونوں کے درمیان خود بخود یعنی بغیر طلاق، بغیر قضائے قاضی اور بغیر لعان وایلاء کے فرقت اور جدائی واقع ہو جائے گی۔ کتب حنفیہ میں اس کی ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے۔

فهي أن يقول الرجل لإمرأة خالية من الموانع أتمتع بكِ كذا مدة بكذا من المال" مرد کا کسی ایسی عورت سے جو کہ موانع نکاح سے خالی ہو یہ کہنا کہ میں اتنی مدت تک اتنے مال کے عوض تم سے "متعة" کرتا ہوں۔

(ج) متعة الطلاق:

اس کی تعریف علامہ خطیب الشربینیؒ نے یوں کی ہے:

"مال يجب على الزّوج دفعه لأمرأته المفارقة في الحياة بطلاقٍ وما في معناه بشروط" (۸)

''وہ مال جس کی ادائیگی، شوہر پر واجب ہوتی ہے۔ زندگی میں طلاق وغیرہ کے ذریعے جدا ہونے والی بیوی کے لئے کچھ شرائط کے ساتھ۔ شرائط سے مراد یہ ہے کہ (i) اس عورت کو طلاق قبل الدخول ہو (ii) عقد نکاح میں مہر مقرر نہ ہوا ہو۔ (iii) خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو۔

اقسام متعة کے متعلق احکام:

تینوں ''متعوں'' کے بارے میں مختلف قسم کے احکام ہیں۔

۱۔ ''متعة العمرة'' کی مشروعیت کے بارے میں فقہائے کرام، محدثین عظام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور یہ ایک ''متفق علیہا'' مسئلہ ہے۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کی اس آیت سے صراحۃً ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ "فمن تمتع بالعمرة إلى الحج" (۹) (جس کسی نے عمرہ کے ساتھ حج کو ملایا)۔

۲۔ "متعة الطلاق" کی مشروعیت کے بارے میں کسی کا اختلاف موجود اور مذکور نہیں ہے۔ اور یہ دراصل وہ تین کپڑے ہوتے ہیں۔ جو کہ خمار، قمیص، اور رداء'' پر مشتمل ہوتے ہیں اور اس عورت کو دیئے جاتے ہیں۔ جس کے لئے وقت نکاح مہر مقرر نہ ہوا ہو۔ اور اس کو خلوۃ صحیحہ سے پہلے طلاق بھی واقع ہوئی ہو۔ چنانچہ اللہ

تعالیٰ نے اس کی مشروعیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ "ومتعوهنّ على الموسع قدره وعلى المقتر قدره متاعاً بالمعروف"(۱۰) اوران عورتوں کو متعہ (تین کپڑے) دیدو۔ مالدار اپنی گنجائش کے مطابق اور غریب اپنی گنجائش کے بقدر معروف طریقے کے مطابق۔

۳۔ متعة النكاح:

اس کو "نكاح المتعة" بھی کہتے ہیں۔فقہائے کرام اور محدثین عظامؒ اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ اور مذاہب اربعہ میں سے کسی کا بھی اس میں اختلاف نہیں ہے۔اگرچہ ابتدائے اسلام میں اس کو بعض دفعہ جائز کیا گیا تھا اور پھر اس کی واضح اور صریح حرمت آ گئی۔اور اس حکم کو منسوخ کر دیا۔"اہل تشیع" میں سے "فرقہ اثنا عشریہ" کے علاوہ کوئی بھی اس کی حلت کا قائل نہیں ہے۔اگلے صفحات میں اسکے جواز، عدم جواز اور اس کی وجہ مشروعیت وغیرہ کے متعلق مفصل دلائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم میں مادہ "متع" کا استعمال:

قرآن کریم میں مادہ مَتَعَ یعنی "م ت ع" باب تفعیل سے بہت کم جبکہ باب "تَفَعُّلٌ" سے بکثرت استعمال ہوا ہے۔کہیں "اَمر" کی صورت میں کہیں اسم مصدر کی شکل میں کہیں مصدر اور کہیں ظرف کے صیغے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔اگرچہ بعض لوگوں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ قرآن کریم میں کہیں بھی یہ لفظ استعمال نہیں ہوا ہے۔لیکن یہ دعوی باطل ہے۔کیونکہ اس کا وجود قرآن کریم میں موجود ہے۔

یہاں پر قرآن کریم کی وہ آیات ذکر کی جائیں گی۔جن میں "مَتَعَ" کا استعمال موجود ہے۔چنانچہ ذیل آیات بطور مثال کے ذکر کئے جاتے ہیں:

۱۔	أمتعه قليلاً۔	البقرة:۱۲۶
۲۔	فمن تمتع بالعمرة إلى الحج۔	البقرة:۱۹۶
۳۔	ومتعوهنّ على الموسع قدره وعلى المقتر قدره	البقرة:۲۳۶
٤۔	فما استمتعم به منهنّ فاٰتوهنّ اجورهنّ	الأنعام:٦
٥۔	ربنا استمتع بعضُنَا ببعض۔	الأحقاف:٤٦
٦۔	أذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها۔	الأحقاف:٤٦
۷۔	فاستمتعتم بخلاقكم كما استمتع الذين من قبلكم بخلاقهم۔	التوبة:۹

۸۔ لا تمدّن عینیك إلی ما متعنا به أزواجاً منهم۔ الحجر:۸۸

۹۔ بل متعتُ هؤلاء وآباء هم۔ الزخرف:۲۹

۱۰۔ فمتعناهم إلی حینٍ الصافات:۱٤۸

۱۱۔ فتعالین أمتعکن وأسرحکنّ الاحزاب:۳۳

۱۲۔ قل تمتع بکفرك قلیلاً۔ الزمر:۳۹

۱۳۔ وأمم سمنتعهم ثم یمُسّهم منا عذاب الیم۔ هود:٤۸

اس کے علاوہ قرآن کریم میں بکثرت ایسی آیات موجود ہیں۔ جن میں لفظ "متع" کسی نہ کسی صورت میں استعمال ہوا ہے۔ اوراس کے لغوی معانی بھی اس میں پائے جاتے ہیں۔

قائلین جواز کے دلائل:

یہاں پر ان لوگوں کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ جو متعہ کو اب بھی جائز اور حلال سمجھتے ہیں۔ شیعوں میں سے شیعہ امامیہ اس کے جواز کا قائل نظر آتا ہے۔ چنانچہ یہ فرقہ،

۱۔ قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کو بطور دلیل کے پیش کرتا ہے جو کہ سورۃ نساء میں ہے۔ "فما استمتعتم به منهنّ فاتوهنّ أجورهنّ" [۱۱]۔ پس ان عورتوں میں سے جس سے تمہیں فائدہ حاصل کرنا ہو تو ان کو ان کی اجرت دیدیا کرو۔

۲۔ اس آیت کریمہ میں ''استمتاع'' سے مراد متعہ ہی ہے۔ حضرت عبداللہ! بن مسعودؓ کی قرأت کے مطابق اس میں "إلی أجلٍ" کی قید کا بھی اضافہ ہے۔ جو واضح طور پر ''نکاحِ مؤقت'' اور" نکاح متعۃ" کے جواز اور حلت کی دلیل ہے۔

۳۔ وروی ابن عبد البر أنه سئل إبن عباسؓ عن المتعة أسفاحٌ هي أم نکاح قال لا نکاح ولا سفاح۔ قال فما هي؟ قال المتعة کما قال الله تعالیٰ۔ قلت وهل علیها (ص) حَیضة؟ قال نعم قلتُ ویتوارثان قال۔ لا[۱۲]۔

حضرت ابن عبد البر سے روایت ہے کہ حضرت عمارۃؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے متعہ کے بارے میں پوچھا کہ یہ زنا ہے یا نکاح ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ نہ یہ نکاح ہے اور نہ ہی زنا ہے۔ پھر

کسی نے پوچھا کہ پھر یہ کیا ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ متعہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا اس پر (وقت گزرنے کے بعد) کوئی عدت ہے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ہاں بھی متعہ جائز تھا۔

۴۔ ''نسائی'' اور'' شرح معانی الآثار'' میں حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کی روایت منقول ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایسا کیا ہے۔

۵۔ بعض غزوات میں اس کا صریح جواز ملتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ

"كُنّا نغزو مع رسول الله ﷺ ليس معنا نسآء فقلنا ألا نختصي؟ فنهانا عن ذلك ثم أخص لنا أن ننكح المرأة بالثوب إلى أجلٍ ثم قرأ عبد الله "ياأيها الذين آمنوا لا تحرّموا طيبات ما أحل الله لكم" (۱۳)۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے اور اس وقت ہمارے پاس عورتیں موجود نہیں تھیں تو ہم نے اجازت مانگی کہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کرادے؟ تو آپؐ نے ہمیں اس سے منع فرمایا اور پھر ہمیں یہ رخصت دیدی ہم ایک عورت کے ساتھ ایک وقت مقررہ تک ایک کپڑے کے عوض نکاح کریں۔ پھر عبد اللہ بن مسعودؓ نے یہ آیت پڑھی: اے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی ان پاک چیزوں کو حرام کرو جو اس نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس کے جواز کا فتویٰ بھی منقول ہے۔ اور وہ بڑے شدومد کے ساتھ اس جواز کا فتوی دیا کرتے تھے۔

قائلین جواز متعہ کے دلائل کے جوابات:

۱۔ جہاں تک آیت کریمہ میں ''استمتاع'' کا تعلق ہے۔ تو درحقیقت اس سے مراد'' استمتاع بالمتعۃ'' نہیں ہے بلکہ استمتاع بالنکاح الصحیح ہے۔ آیت کی یہی تفسیر امام حسن بصریؒ اور مجاہدؒ سے مروی ہے۔ اور ''أجـورهـنّ'' سے مراد مہر ہے (۱۴)۔ اور ابن خویز منداذؒ فرماتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے کہ آیت کو متعہ کے جواز پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس کو حرام قرار دیا ہے (۱۵)۔

۲۔ ''إلـى أجـلٍ'' قراءۃ شاذۃ ہے۔ اور قراۃ شاذہ سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ بعض مفسرین نے

اس کو "قبل الحرمۃ" پر محمول کیا ہے کہ یہ اس وقت تھا جب متعہ جائز تھا۔

۳۔ جہاں تک حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے تو ان سے اس بارے میں تین قسم کی روایات مروی ہیں۔(أ) ایک قول تو یہی سابق ہے۔یعنی "إباحة مطلقة" کا کہ اس میں حالتِ اضطرار وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے۔(ب) دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ متعۃ "میتة" کی طرح جائز تھا۔جیسا کہ مردار جائز ہوا کرتا ہے۔یعنی حالت اضطرار میں۔

(ج) تیسرا قول یہ ہے کہ متعۃ مطلقاً حرام ہے(۱۶)۔

۴۔ اور جہاں تک بعض غزوات میں اس کی حلت اور جواز کا تعلق ہے۔تو دراصل اس کی وجہ ضرورت شدیدہ تھی۔لہٰذا بعض مواقع پر آپؐ نے اجازت دے دی تھی۔لیکن پھر اس کے بعد قیامت تک حرام قرار دیدیا گیا۔اس پر بہت زیادہ احادیث دلالت کرتی ہیں۔مثلاً "فتح مکۃ" اور غزوہ اوطاس'' کے موقع پر تا قیامت اس کو حرام قرار دیا گیا۔اور'' حجۃ الوداع" کے موقع پر پھر اس حرمت کی تصریح کردی تا کہ جن کو "نسخِ متعۃ" کا علم نہ ہو۔ ان کو بھی معلوم ہو جائے کہ متعۃ منسوخ ہے۔

۵۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت میں وارد شدہ لفظ "ثم رخّص لنا" سے واضح ہوتا ہے کہ متعۃ پہلے حرام تھا۔تو پھر ان کو یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

۶۔ جہاں تک حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے فتویٰ کا تعلق ہے تو یہ دراصل ان کو نسخ کے علم ہونے سے پہلے کا ہے۔کیونکہ جب ان کو نسخ کا علم ہوا تو پھر انہوں نے اس سے رجوع کرلیا۔یہی وجہ ہے کہ انکے اور عبداللہ بن زبیرؓ کے درمیان مناظرہ ہوا تھا اور آخر میں ابن زبیرؓ نے یہ کہا تھا کہ اگر تم نے متعۃ کیا۔تو میں تم کو سنگسار کردوں گا۔پھر ابن عباسؓ نے اس سے رجوع کرلیا۔دوسری بات یہ ہے کہ ابوبکرؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوگئے۔اور فرمایا کہ "إنّ المتعة كالميتة والدم ولحم الخنزير" اور یہ الفاظ تحریم متعہ میں مبالغہ پر دلالت کرتی ہیں(۱۷)۔

جمہور کے دلائل:

جمہور صحابہ کرامؓ، تابعین، فقہاء اور محدثین متعہ کو حرام اور ناجائز سمجھتے ہیں۔اگرچہ وہ اس بات کے منکر نہیں ہیں کہ ''متعہ'' اسلام میں کبھی جائز نہیں رہا ہے۔بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ ابتدائے اسلام میں بعض مواقع پر حضور اقدس ﷺ نے اس کو جائز رکھا تھا۔لیکن پھر بعد میں اس کو تا قیامت منسوخ کردیا۔اس کی حرمت کو قرآن

کریم، احادیث صحابہؓ کے اقوال اور فقہائے کرام کے اقوال سے ثابت کیا جائے گا۔

متعہ از روئے قرآن:

قرآن کریم کی رو سے ''متعہ'' حرام ہے۔ جیسا کہ یہ آیت اس پر دال ہے۔ ''سورۂ مؤمنون'' میں اللہ تعالیٰ مؤمنین کی کچھ صفات بیان فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ارشاد گرامی ہے۔

"والّذین هم لفروجهم حٰفظون۔ إلا علیٰ أزواجهم أو ما ملکت أیمانهم فإنهم غیر ملومین۔ فمن ابتغیٰ وراء ذٰلك فأولٰئك هم الْعٰدُون" (۱۸)

''وہ لوگ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور کنیزوں پر، بے شک وہ اس میں ملامت زدہ نہیں ہیں۔ پس جس کسی نے اس کے علاوہ طریقہ کی تلاش کی تو وہ لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی عورتوں کیساتھ شہوت پورا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ (۱) زوجہ (بیوی)، (۲) کنیز (لونڈی)۔ اس کے علاوہ کو حد سے تجاوز قرار دیدیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ حرام ہے۔ کیونکہ ممنوعہ عورت نہ بیوی ہوتی ہے اور نہ ہی کنیز اور لونڈی۔

ان آیات میں کوئی تأویل ممکن نہیں ہے۔ جبکہ "فما استمتعتم به منهن" میں بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ اس سے مراد ''اِستمتاع'' بالنکاح الصحیح '' ہے۔ اور فقہائے کرام نے نکاح صحیحہ کی چار شرائط بیان کیں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) دونوں کی طرف سے ایجاب وقبول ہو۔ (۲) اس میں تائید بھی ہو، یعنی وقت اور مدت کی اس پر کوئی اثر اندازی نہ ہو۔ (۳) مہر مقرر ہوا ہو۔ (۴) گواہوں کی موجودگی میں ہو۔

حالانکہ ''متعہ'' میں شرط تأبید نہ ہوتی بلکہ وقت اور مدت مقرر ہوتا ہے۔ جس کے بعد نکاح خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح بغیر گواہوں کے متعہ ہوتا ہے۔ گواہوں کی موجودگی ضروری نہیں ہوتی۔ لہٰذا شرائط نکاح میں سے یہ شرط بھی ٹوٹ گئی۔ مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کے بارے میں حضرت عبداللہ اِبن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ''فکل فرجٍ سواهما فهو حرام'' (۱۹) (ان دونوں کے علاوہ ہر شرمگاہ حرام ہے)۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِبن عباسؓ نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا (۲۰)۔

متعۃ از روئے حدیث:

اس پر بکثرت احادیث نبویؐ موجود ہیں کہ متعۃ اب حرام ہے اور اس کی حلت منسوخ ہو چکی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے۔

۱۔ عن إیاس بن سلمة عن أبیه قال رخّص رسول ﷺ عام أوطاس فی المتعة ثلاثاً ثم نهٰی عنها "(۲۱)۔

اِیاس بن سلمۃ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے "آوطاس کے سال تین دن کے لئے "متعۃ" کی اجازت دی تھی پھر اس سے منع فرمایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ کے موقع پر آپ علیہ السلام نے صرف تین دن کے لئے متعہ کرنے کی رخصت اور اجازت دے رکھی تھی۔ شاید صحابہ کرامؓ نے ضرورت شدیدہ کا اظہار کیا تھا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالت سفر میں تھا۔ اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ آپؐ نے کبھی اقامت میں بھی "متعہ" کرنے کی اجازت دی ہو۔

(۲) عن الربیع بن سیرة الجهنیؓ أن أباه حدثه أنّه کان مع رسول الله ﷺ فقال یا ایّها النّاس إنّی قد کنتُ أذنتُ لکم فی الإستمتاع من النسآء وإنّ الله قد حرّم ذلك إلی یوم القیامة فمن کان عنده منهنّ شیءٌ فلیخل سبیله ولا تأخذوا مما أتیتموهنّ شیئًا" (۲۲)۔

ترجمہ: حضرت ربیع بن سمرۃ جہنیؓ فرماتے ہیں کہ اس کو اس کے والد نے بیان کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے لوگو! بے شک میں نے تم کو عورتوں سے استمتاع (متعہ) کی اجازت دی تھی اور اب یقیناً اللہ نے اس کو تا قیامت حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا جس کے پاس اس قسم کی عورت ہو تو اس کو چھوڑ دے۔ اور تم نے ان کو جو کچھ دے رکھا ہے۔ ان میں سے کچھ بھی نہ لو"۔

اس روایت سے صراحت کے ساتھ یہ بات نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تا قیامت اس کو حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا اب اس میں "نسخ" کا احتمال بھی باقی نہیں رہا۔

(۳) عن علی بن أبی طالب أن رسول الله ﷺ نهٰی عن متعة النسآء یوم خیبر وعن أكل لحوم الحمر الإنسیّة(۲۵)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن "متعة النسآء" اور گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

یہ روایت تقریباً سب ہی کتب حدیث میں موجود ہے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر ''متعہ'' سے منع فرمایا۔

۴۔ عن إبن عباسؓ قال إنما كانت المتعة في أوّل الإسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس له بها معرفة فيتزوج المرأة بقدر ما يرىٰ أنّه يقيم فتحفظ له متاعاً و تصلح له شيئه حتّى إذا نزلت الآية "إلا علىٰ أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم" قال! ابن عباسؓ فكل فرج سواهما فهو حرام (۲۴)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں متعہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب آدمی کسی ایسے شہر میں آتے جس میں اس کی کوئی جان پہچان نہیں ہوتی تھی تو وہ کسی عورت کے ساتھ اتنے وقت کے لئے متعہ کرتا جتنے دنوں کے لئے وہاں پر اس کی اقامت کا خیال ہوتا۔چنانچہ وہ اس کے سامان کی حفاظت کرتی۔اور اس کی چیزوں کو ٹھیک ٹھیک رکھتی۔یہاں تک کہ سورۃ مؤمنون کی یہ آیت نازل ہوئی پھر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان دونوں (بیوی، کنیز) کے علاوہ ہر قسم کا فرج حرام ہے۔

۵۔ مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ متعہ کا حکم کرتے تھے اور عبداللہ ابن زبیرؓ اس سے منع فرماتے تھے۔راوی کہتا ہے کہ یہ بات میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کے سامنے پیش کر دی تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس دار الحدیث ہے۔اور فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں متعہ کیا ہے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو وہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کے لئے جو کچھ چاہتا، حلال کر دیتا اور قرآن کریم میں اپنی منزلیں پوری کر چکا ہے۔اور ان عورتوں کے ساتھ متعہ کرنا چھوڑ دو۔اگر میرے پاس آئی آدمی لایا گیا جس نے نکاح موقت (متعہ) کیا ہو تو میں پتھروں کے ساتھ اس کو سنگسار کر دوں گا (۲۵)۔

۶۔ حضرت سمرۃ بن معبدؓ فرماتے ہیں "إنّ رسول الله في حجة الوداع نهى عن نكاح المتعة" (۲۶) بے شک رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر متعہ سے منع فرمایا۔

متعہ از روئے اجماع حرام ہے:

شیعہ امامیہ کے علاوہ باقی امت کا اس پر اجماع ہے کہ "نکاحِ متعۃ" حرام ہے اور اب تو شاید ان کے ہاں بھی اس کی عملی صورت بہت کم رہ گئی ہے۔اگر یہ جائز ہوتا تو جمہور اس کے جواز کا فتویٰ ضروری دیتے۔جمہور فقہاء کرام نکاح متعۃ کو ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں (۲۷)۔ علامہ ابن المنذرؒ کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں متعۃ

جائز تھا۔لیکن اب میں سوائے روافض کے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا۔جو اس کے جواز کا قائل ہو اور اس کی قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی مخالفت کرے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ تمام روایات اس بات پر ''متفق'' ہیں کہ متعہ کا زمانہ کوئی زیادہ طویل نہیں رہا ہے۔اور اب امت میں سے کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں ہے سوائے روافض کے[۲۸]۔

جہاں تک حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فتویٰ کا تعلق ہے۔تو امام بیہقیؒ وغیرہ نے ان سے رجوع نقل کیا ہے[۲۹]۔

جب حضرت عمر فاروقؓ نے تمام صحابہؓ کو جمع کر کے خطاب کیا اور فرمایا کہ متعہ حرام ہے۔اور کسی صحابیؓ نے بھی اس پر نکیر نہیں کی تو اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس پر صحابہؓ کا اجماع ہے کہ متعہ حرام ہے۔

متعہ از روئے عقل:

اللہ تعالیٰ نے نکاح کا نظام اس دنیا میں چلایا ہے اور اس میں کئی سارے اجتماعی مقاصد رکھے ہیں۔مثلاً نفس کا سکون، اولاد کا حصول، خاندانی زندگی اور پاکدامنی جبکہ یہ تمام مقاصد ''متعہ'' میں ناپید نظر آتے ہیں۔کیونکہ اس میں تو صرف ''قضائے شہوت'' ہے۔اور محض قضائے شہوت سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔اور اسی طرح ہر ذی عقل شعور انسان متعہ سے انکاری نظر آتا ہے۔

متعہ کے نقصانات:

۱۔ اس سے اولاد ضائع ہو جاتی ہیں کیونکہ جب انسان کی اولاد ہر شہر میں منتشر ہوں گی اور وہ والد کے پاس نہ ہوں۔یعنی اس سے دور ہوں تو اس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ ان کی صحیح طریقے سے تربیت کرے اور بفرض محال اگر یہ اولاد لڑکیاں ہو اور ان کی تربیت کے لئے کوئی نہ ہو تو اس کی رسوائی اس سے بھی زیادہ ہوگی۔

۲۔ اس میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ بیٹا اپنے باپ کی ''مَوطوۃ'' سے وطی کرے گا۔اگرچہ یہ وطی یا تو متعہ کی بناء پر ہوگی یا نکاح صحیح کی بناء پر۔اور اس کے برعکس ہونے کا بھی احتمال ہے یعنی کہ والد اپنے بیٹے کے مَوطوۃ سے وطی کر لے۔حالانکہ یا اجماعی مسئلہ ہے کہ مَوطوۃ الاَب" کے ساتھ مجامعت حرام ہے۔اور اس طرح ''مَوطوۃ الاِبن" کے ساتھ بھی مجامعت حرام ہے۔

۳۔ اس سے نسب خلط ملط ہو جاتا ہے۔اور یہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ اولاد کس کی ہے۔

۴۔ میراث کی تقسیم کا نظام درہم برہم ہوجائے گا کیونکہ جب یہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ کس کی اولاد ہے اور ورثاء کی تعداد کتنی ہے۔ظاہر ہے کہ جب ورثاء کی مکمل تعداد معلوم نہ ہو تو تقسیم میراث کا عمل ممکن نہیں ہے۔

۵۔ اس سے بے حیائی بڑھ جاتی ہے کیونکہ ''نکاح متعۃ'' بغیر ولی اور بغیر گواہوں کے منعقد ہوتا ہے۔ حالانکہ شریعت نے گواہوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے نکاح کو جائز نہیں کیا ہے۔

۶۔ ''نکاح'' میں مرد کے عورت پر اور عورت کے مرد پر کچھ حقوق وفرائض عائد ہوتے ہیں۔ جن کی پابندی ان دونوں کو کرنی پڑتی ہے۔ جبکہ متعہ میں ایسا نہیں ہے بلکہ عورت کو صرف ''اجر'' ملے گا۔ باقی وہ نان نفقہ کی حقدار نہیں ہوگی اور نہ ہی ان دونوں کے درمیان وراثت جاری ہوگی۔

متعہ کیوں مشروع تھا:

ابتدائے اسلام میں جب مسلمان تعداد میں بہت ہی تھوڑے تھے۔اور ہر وقت دشمن کے ساتھ لڑائی کا اندیشہ رہتا تھا تو اس حالت میں وہ زوجیت اور تربیت خاندان کی تکالیف برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ خاص طور پر جب ان کی معاشی حالت بھی بہت خراب تھی تو یہ کوئی معقول بات نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ابتدا ہی سے تربیت خاندان کے ساتھ مصروف اور مشغول رکھے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ ابھی ابھی اسلام لائے تھے۔ ان میں وہ جاہلیت والی عادات تھیں۔ اور ان عادتوں میں سے ایک عادت عورتوں سے شہوت رانی کی تھی۔ یہاں تک کہ دور جاہلیت میں بیویوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں تھی۔ بلکہ ایک شخص جتنی عورتیں چاہتا اپنے پاس رکھتا۔ جس کو چاہتا قریب کر دیتا اور جس کو چاہتا اپنے سے جدا کر دیتا تھا۔ اب جب ان کی یہ حالت تھی۔ دوسری طرف بشری تقاضے کچھ ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مالی تقاضے کچھ اور ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کا حکم جدا جدا ہے۔ لہٰذا تربیت کے لئے اتنا وقت درکار تھا جس میں ان کی بری عادات کی اصلاح ہو سکے۔ اور ان کے اور تکالیف زوجیۃ کے درمیان حائل نہ ہو سکے۔ چنانچہ یہی نکاح مؤقت اور ''نکاح متعۃ'' تھا۔ اور عرف میں یہ جنگی ضرورت کی بناء پر تھا۔ کیونکہ لشکر ایسے نوجوانوں پر مشتمل ہوتا تھا جن کی نہ بیویاں تھیں۔ اور نہ ہی وہ عقد دائم زوجیت کی استطاعت رکھتے تھے جیسا کہ وہ بشری تقاضوں کے مقابلے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے۔ اور چونکہ یہ حالت جنگ تھی۔ جس میں سپاہیوں میں قوت اور طاقت درکار ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کوئی معقول امر نہیں تھا کہ ان کو روزہ رکھنے کا حکم کیا جائے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ''کسی بھی وجہ سے جنگ میں اپنے آپ کو کمزور کرنا صحیح نہیں ہے''۔ چنانچہ اسی تقاضے کی بناء پر ''متعہ'' کو جائز رکھا گیا۔ اور اس پر حضرت برہ کی یہ حدیث بھی دلالت

کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ہمیں متعہ کا حکم دیا۔ جب ہم مکہ میں داخل ہو رہے تھے۔ پھر ہم اس سے نکلے نہیں تھے کہ ہمیں ''متعہ'' سے منع فرمایا۔ یہ حدیث اس میں بالکل صریح ہے کہ یہ حکم موٴقت تھا۔ پھر ضرورت قتال کی بناء پر اس کو جائز رکھا گیا تھا۔

یہ تو ایک معمولی امر تھا۔ جس کا تقاضا دین اسلامی کے قواعد وضوابط کے مطابق تھا۔ وہ دین اسلام جس نے دوسری طرف زنا کو ''افتح الجرائم'' قرار دیا ہے اور زنا کے گناہ ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اس میں عزتیں لٹ جاتی ہیں۔ انساب خلط ملط ہو جاتے ہیں۔ اور حیاء مفقود ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ بھی وہ رزائل جن سے اسلام نے منع کیا ہے۔

متعہ کی منسوخیت متعدد بار ہوئی ہے:

امام نووی فرماتے ہیں ''متعہ'' کی اجازت مختلف مواقع پر دی گئی تھی اور مختلف مواقع پر اس کو حرام بھی قرار دیدیا گیا۔ چنانچہ غزوہ خیبر سے پہلے حلال تھا۔ پھر خیبر کے موقع پر اس کو حرام قرار دیا گیا۔ پھر فتح مکہ کے دن حلال کر دیا گیا اور اسی کو ''اوطاس'' بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں بالکل قریب قریب ہوئے تھے۔ پھر اس کے تین دن بعد تا قیامت حرام قرار دیا گیا اور ابھی تک تحریم ہی ہے (۳۰)۔

تین چیزیں ایسی ہیں جو متعدد بار منسوخ ہوئی ہیں۔ متعۃ النکاح، گھریلو گدھوں کا گوشت اور بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔

منسوخیت کے دلائل:

اس بارے میں کئی احادیث صراحۃً موجود ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ متعہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اور اس بارے میں بھی کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے قول سے رجوع اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں اس کو پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ ہدم المتعۃ النکاح والطلاق والمیراث (۳۱)۔

ترجمہ: نکاح، طلاق اور میراث نے متعہ کو ختم کر دیا ہے۔

۲۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد متعہ سے منع کیا اور اس دن ہمیں دھمکی بھی دیدی۔ اس لئے ہم اس جگہ ''ثنیۃ الوداع'' کہتے ہیں (۳۲)۔

۴۔ امام دارمیؒ نے اپنی کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے کہا لوگ آپؓ صاحب کے فتوے سے مضطرب ہونے لگے ہیں۔ اور انہوں نے آپ کے بارے میں اشعار کہے ہیں۔تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ کیا میں نے کب اس کو حلال قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ تو مردار اور خنزیر کی طرح ہے(۳۳)۔

۵۔ بلاضرورت متعہ کی ممانعت ہے۔امام موسیٰ کاظم نے علی بن یعطین سے متعہ کی اجازت مانگی تو انہوں نے کہا ''وما أنت وذاك فقد أغناك الله عنها'' تمہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے غنی کر دیا ہے(۳۴)۔

حوالہ جات

۱۔ القاموس،للفیروزآبادی۔

۲۔ القاموس، فیروزآبادی۔

۳۔ مغنی المحتاج، ج۲،ص۲۴۱۔

۴۔ لسان العرب، ج۸،ص۳۲۹، علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکریا بن منظور الأفریقی المصری، دارالفکر ۱۹۹۰ء۔

۵۔ الصحاح للجوہری، ج۳،ص۱۹۸۲ء۔

۶۔ المغنی لِابن قدامۃ، ج۷،ص۱۰۳۔

۷۔ الہدایہ، ج۲،ص۳۸۴۔

۸۔ مغنی المحتاج للشربینی الخطیب، ج۲،ص۲۴۱۔

۹۔ البقرۃ:۱۲۶

۱۰۔ البقرۃ:۱۹۶

۱۱۔ البقرۃ:۲۴

۱۲ نیل الاوطار، ج۶،ص۱۷۰

۱۳۔ البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ (یاایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما أحل الله)۔

۱۴۔ تفسیر القرطبی، ج۵،ص۱۲۹

۱۵۔ المرجع السابق۔
۱۶۔ أحکام القرآن، الجصاصؒ نمبر۱،ص ۱۴۸۔
۱۷۔ الفقہ علی المذاہب الأربعۃ، ج۱،ص ۹۱
۱۸۔ مؤمنون: ۵-۷
۱۹۔ التفسیر الکبیر، امام الرازی، ج۴،ص ۵-۷
۲۰۔ التفسیر الکبیر، امام الرازیؒ، ج۴،ص ۵-۷
۲۱۔ مسلم، ج۱،ص ۴۵۱۔
۲۲۔ مسلم، ج۱،ص ۴۵۱
۲۳۔ مسلم، ج۱،ص ۴۵۲۔
۲۴۔ جامع الترمذی، ج۱،ص ۲۱۳، النسائی ج۲،ص ۸۹، موطا امام مالک، ص ۵۰۷۔
۲۵۔ شرح النووی، لصحیح مسلم، ج۸،ص ۱۶۸۔
۲۶۔ ترمذی، ج۲،ص ۲۱۳
۲۷۔ فتح الباری، ج۹،ص ۱۷۳۔
۲۸۔ فتح الباری، ج۹،ص ۱۷۳۔
۲۹۔ مغنی المحتاج، ج۴،ص ۱۴۵۔
۳۰۔ شرح النووی علی صحیح مسلمؒ، ج۱،ص ۴۵۰۔
۳۱۔ فتح الباری، ج۹،ص ۳۷
۳۲۔ فتح الباری، ج۹،ص ۴۷
۳۳۔ فتح الباری، ج۹،ص ۴۷
۳۴۔ الفروع عن الکافی، ج۲،ص ۴۳، ایضاً وسائل الشیعۃ، ج۱۴،ص ۴۲۹

المصادر والمراجع

۱۔ القرآن الکریم۔

۲۔ احکام القرآن، ت: ابی بکر محمد بن عبد الله المعروف بابن العربی (۵۴۳ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، ١٤٠٨ھ۔

۳۔ احکام القرآن، ت: أبی بکر أحمد بن علی الرازی الجصاص (۳۷۰ھ)، دار احیاء التراث العربی ومؤسسة التاریخ العربی۔

۴۔ الإرشاد: أبی عبد الله محمد بن محمد بن النعمان العکبری البغدادی، الموتم العالمی الألفیة الشیخ المفید إیران ١٤١٣ھ۔

۵۔ أساس البلاغة، أبی القاسم علبی بن احمد الواحدی النیسابوری ٤٦٨ھ، مؤسسة الحلبی وشرکا النشر، مع القاهرة، ١٣٨٨ھ۔

۶۔ الإستبصار، أبی جعفر محمد بن الحسن الطوسی ٤٦٠ھ دار الکتب الإسلامیة الطبة الثالثة ١٣٩٠ھ۔

۷۔ الاصول للسرخسی، شمس الدین محمد بن ابی سهل السرخسی، لجنة احیاء المعارف النعمانیة بحیدر آبادالدکن بالهند، دار الکتاب العلمیة، بیروت، لبنان ١٤١٤ھ۔

۸۔ الأغانی، ابی الفرج علی بن الحسین الاصفهان، ٣٠٦ھ، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ١٤١٠ھ۔

۹۔ الأم الشافعی: أبو عبد الله محمد بن ادریس الشافعیؒ (٢٠٤ھ)، دار المعرفة بیروت لبنان، ١٣٩٩ھ۔

۱۰۔ بدائع الصنائع: أبی بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی (٥٨٧ھ)، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان ١٤٠٢ھ، ١٩٨٢ء۔

۱۱۔ البدایة والنهایة: الحافظ أبی الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی، ٧٧٤ھ۔

۱۲۔ بدایة المجتهد، أبی الولید محمد بن أحمد بن رشد القرطبی (٥٩٠ھ) منشورات الشریف المرتضی، إیران۔

۱۳۔ تفسیر ابن کثیرؒ، عماد الدین أبی الفدار اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی، یوسف عبد الرحمن المرعثلی، دار المعرفة بیروت لبنان، ١٤٠٦ھ۔

۱۴۔ تفسیر البحر المحیط: محمد بن یوسف الشهید بأبی حیان الأندلس، ٧٥٤ھ، دار الفکر، بیروت، لبنان، ١٤٠٣ھ۔

۱۵۔ تفسیر البیضاوی۔

۱۶۔ تفسیر الفخر الرازی۔

۱۷۔ التفسیر والمفسرون، محمد بن حسین الذهبی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔

۱۸۔ جامع البیان،أبی جعفر محمد بن جریر الطبری، ١٣١٠ھ، دار الفکر ١٤١٠ھ۔

۱۹۔ الجامع لأحکام القرآن، ابی عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی (٦٧١ھ)، دار احیاء التراث العربی۔

۲۰۔ الدر المنثور، عبد الرحمن بن کمال جلال الدین السیوطی (٩١١ھ)، دارالفکر، ١٤٠٣ھ۔

۲۱۔ سنن ابی داؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، ٢٧٠ھ۔

۲۲۔ سنن ابن ماجة، أبی عبد الله محمد بن یزید القزوینی، ٢٧٠ھ۔

۲۳۔ جامع الترمذی، أبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورة الترمذی، ٢٧٩۔

۲۴۔ السنن الکبریٰ، أبی بکر أحمد بن الحسین بن علی البیهقی ٤٠٧، دار الفکر بیروت۔

۲۵۔ سنن النسائی: أبی عبد الرحمن احمد بن سعیب بن علی حجر النسائی، دار احیاء التراث العربی۔

۲۶۔ شرح النووی علی صحیح مسلم، محی الدین أبی بکر یحیٰ بن شرف بن سر الخزامی، الخوارجی، ٦٧٦ھ۔

۲۷۔ الصحاح: اسماعیل بن حماد الجوهری، ٣٩٣ھ۔

۲۸۔ صحیح البخاری۔

۲۹۔ صحیح مسلم۔

۳۰۔ عمدة القارئ بدر الدين أبی محمد محمود بن موسیٰ الحلبی المعنی، ۸۰۰ھ۔ دار الفكر ۱٤۰۲ھ۔

۳۱۔ فتح الباری، أبی الفضل شهاد الدين احمد بن محمد بن حجر العسقلانی الشافعی، دار احياء التراث العربی، بيروت ۔

۳۲۔ القاموس المحيط، مجدی الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادی ٦۱٦، دار أحياء التراث العربی، بيروت۔

۳۳۔ الكشاف: أبی القاسم جار الله، محمودبن عمر الزمحشری (٥۳۸ه) دار الكتاب العربی، بيروت، ۱٤۰۷ھ؛ ايضاً، شرح النووی علی صحيح مسلم، ج۱، ص٤٥۰

۳۴۔ المدونة الكبریٰ: أبی عبد الله مالك بن اس الأصبحی، مطبعة السعادة، مصر۔

۳۵۔ مغنی المحتاج، الخطيب الشيخ محمد الشربينی، شركة مكتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی، مصر ۱۹۷۷ء۔

۳۶۔ المغنی لإبن قدامة، موفق الدين أبی محمد عبد الله بن أحمد بن قدامة، ٦۳۰ھ، دار الفكر، لبنان۔

۳۷۔ وسائل الشيعة، محمد بن الحسن الحرا العاملی ۱۱۰٤ھ، مؤسسة آل بيت النبیؐ لإحياء التراث العربی، إيران ۱٤۱۲ھ؛ ايضاً، الفروع عن الكافي، ج۲، ص٤۳